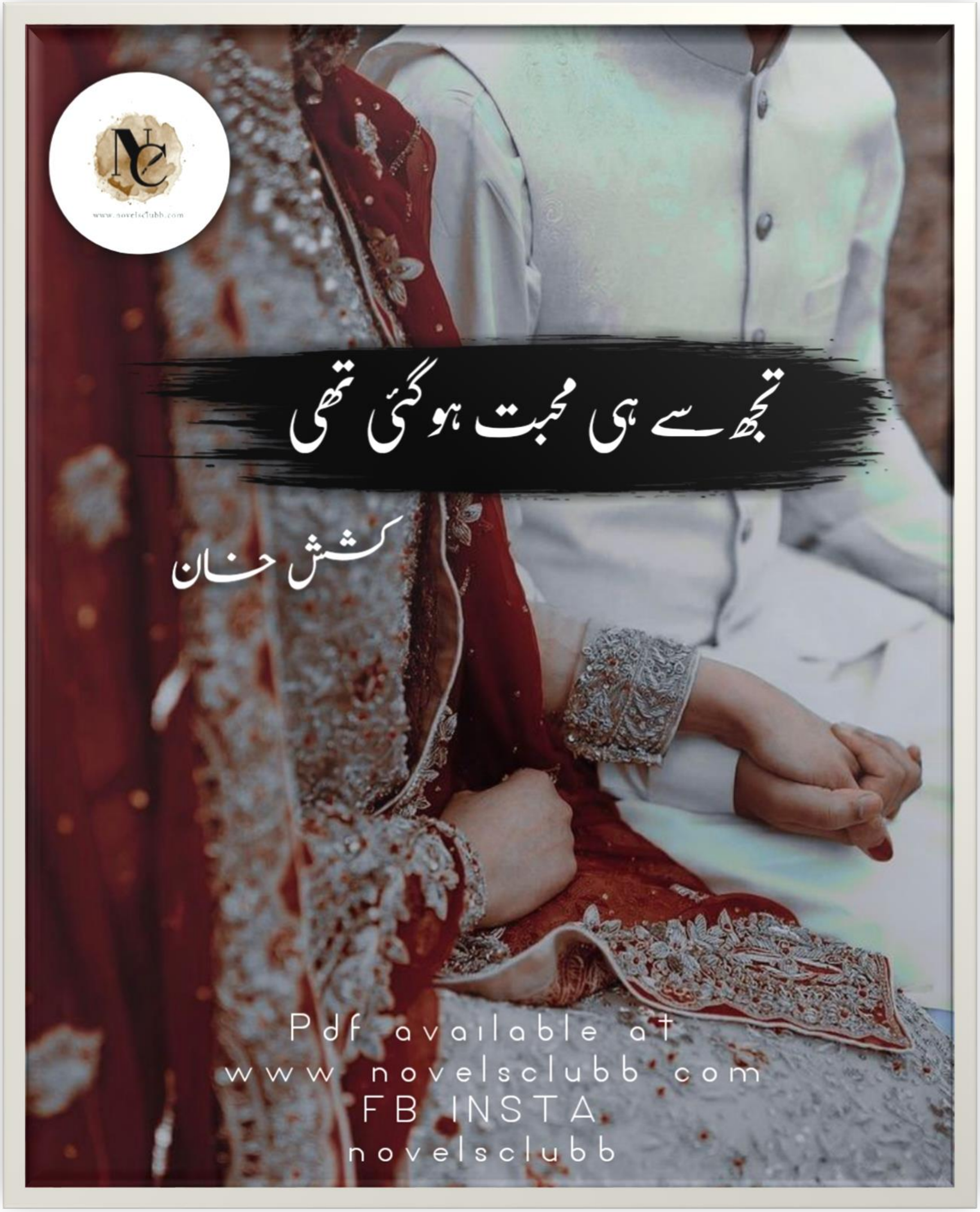
تجھ سے ہی محبت ہو گئی تھی
کشش حنان
Pdf available at
www.novelsclubb.com
FB INSTA
novelsclubb

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

تجھ سے ہی محبت ہوگئی تھی

از

کشش خان

www.novelsclubb.com

تجھ سے ہی محبت ہو گئی تھی از کشش خان

کشش خان

افسانہ

تجھ سے ہی محبت ہو گئی تھی

"میں بہت پریکٹیکل بندہ ہوں' میری چاہ محبتیں نہیں محبت ہے اور میں اپنے حصے کی محبت کر چکا اور میری منزل بھی وہی ہے' میں بالآخر اسے ہی پاؤں گا" وہ میری منتظر ہے ..... تم سے شادی جن حالات

ردا ڈائجسٹ 125 اگست 2011ء

میں ہوں تم بخوبی جانتی ہو صرف امی کا کیا وعدہ نبھانے کو تمہیں بیاہا ہے مگر معذرت چاہوں گا تمہیں بسا نہیں سکتا نہ اس دل میں نہ اس گھر میں۔ امی کی طبیعت ٹھیک ہونے تک تم اس گھر میں مہمان ہو مجھ پر اور اس گھر پر قبضہ کی کوشش ناکام رہے گی اور تمہارے اس سنگھار کا مجھے کچھ لینا دینا نہیں' چینج کر لو۔"

آج "ماہ نور" کی شادی کی پہلی رات تھی جس میں اس کا زبردستی بنائے جانے والا شوہر "اذلان شاہ" اسے روئی کے سنگ برسا کر چلا گیا' وہ جوں کی توں بیٹھی رہ گئی۔ حالات یہ کروٹ لے لیں گے اس نے کبھی سوچا تک نہ تھا مگر تقدیر اسے ہی کہتے ہیں۔

"تم ابھی تک بیٹھی ہو؟" وہ ہڑبڑا کر ہوش میں آئی۔ اذلان چینج کر کے آ چکا تھا اور سخت تیوروں سے اسے گھور رہا تھا۔ ماہ نور دھیرے سے لہنگا سمیٹ کر کھڑی ہوئی' ہاتھوں کی چوڑیاں' پیروں کی پائل نے مدھر ساز چھیڑا مگر "سیاں جی" کے دل کے تاروں کو نہ چھیڑ سکیں۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ڈریسنگ ٹیبل کے آگے کھڑی ہوئی' چوڑیاں اتارتے اپنے آپ پر آئینے میں نظر پڑی تو ششدر رہ گئی' بیوٹیشن اور دوسری لڑکیوں کا چھیڑنا یاد آیا۔

"اذلان تو صبح تک ہوش میں ہی نہ آ سکے گا"۔

سب کی شوخی عروج پر تھی۔

"ہائے بیچارہ دلہا ۔۔۔ کتنی بجلیاں گریں گی آج غریب پر"۔ مختلف آوازیں اور قہقہے سماعتوں میں گونجے۔ بلڈ ریڈ لہنگا اور گہنوں سے پور پور سجی وہ واقعی میں حواس بے قابو کرتی لگ رہی تھی' آنسو ضبط کرتی خود کو زیورات سے آزاد کرنے لگی' ٹیکہ' جھومر' نتھ اور آویزے تو اتار دیے مگر گلوبند اتارنے کیلئے وہ پیچھے اتارنا تھا' پتہ نہیں بیوٹیشن نے کیسے پن اپ کیا تھا کہ چین نکل کر نہیں دے رہی تھی' وہ خود کو سخت بے بس محسوس کرتی دروازے کی طرف بڑھی' ارادہ تھا شرمین بھابی سے نکلوانے کی مگر کسی نے بے دردی سے ہاتھ پکڑ کر کھینچا' وہ اس کے آہنی سینے سے آ ٹکرائی' ہڑبڑا کر دور ہوئی۔

"یہ شادی والا گھر ہے کس کا تماشہ بنانے باہر جا رہی ہو؟" اس کی کلائی ابھی بھی اس کی بے رحم گرفت میں تھی۔

"وہ ۔۔۔ وہ دوپٹہ کی پنیں نہیں نکل رہیں' بھابی سے نکلوانے جا رہی ہوں"۔ وہ اس کی گرفت سے بمشکل کلائی آزاد کراتی آنسوؤں بھری آواز میں بولی۔ وہ اس کی بیوقوفانہ بات پر اس کا منہ دیکھتا رہ گیا۔

"ادھر آؤ میں نکالوں"۔ وہ جھنجلاہٹ بھرے انداز میں بولا مگر وہ ایکدم پیچھے ہٹ گئی۔

"نن ۔۔۔ نہیں' مم ۔۔۔ میں نکلوا لوں گی"۔ مگر اس نے ان سنی کر کے اسے کھینچ کر قریب کر لیا۔ باہر بھیج کر اپنا تماشہ لگوانا تھا کیا جو بات تھی بس ان کے درمیان تھی ۔۔۔

دلہناپے کی خوشبو' مہندی کی مہک اور وہ آتش حسن! وہ اپنے آپ کو امتحان میں ڈال بیٹھا' پنیں نکلنے پر دوپٹہ نیچے جا پڑا' ہوش ربا سراپا نگاہوں کے سامنے اور دسترس میں تھا مگر وہ دامن بچا کر بیڈ پر آ گیا۔

"آئندہ ایسے بیہودہ ڈریس پہننے اور پنیں لگانے کی ضرورت نہیں"۔ وہ نائٹ سوٹ لے کر ڈریسنگ روم میں جانے لگی تو اس کی جھنجلائی ہوئی آواز کانوں سے ٹکرائی' اس نے تیزی سے اندر گھس کر دروازہ بند کر دیا۔

بہت دیر سے ضبط کیے آنسوؤں کو بہنے کی اجازت مل گئی۔ وہ سسک سسک کر رو دی۔ کیا پتہ تھا قسمت پے در پے اس قدر امتحان لے گی۔

اندر یہ اپنے نصیب پر ماتم کیے گئی اور باہر اذلان کسی کی محبت میں خیانت کے جرم سے سو نہ سکا اور سیج کے پھول ان کے منتظر ہی رہے۔

پوری رات روتے ہوئے گزری مگر نیند تو سولی پر بھی آ جاتی ہے آخری پہر وہ بھی سو گئی۔ زور دار دھڑ دھڑانے کی آواز پر آنکھ کھلی گھومتے ہوئے سر میں بڑی مشکل سے اٹھی اور ڈریسنگ روم کا دروازہ کھولا۔ سامنے ہی سنگدل پیاں کھڑے تھے۔

"فاصلے تب تک نہیں مٹتے جب تک انہیں مٹانے کی چاہ نہ ہو تم میری دسترس سے باہر نہیں ہاں طلب سے دور ہو اس لئے کل سے یہ الگ جگہ پر سونے کے ناٹک مت کرنا"۔ وہ عین اس کے سامنے کھڑے ہو کر سرد لہجہ میں بولا۔ ماہ نور بخش ڈبڈبائی جھیلوں سے ایک نظر دیکھ کر باہر صوفہ پر آ کر بیٹھ گئی اور وہ شاور لینے چلا گیا۔ اس کے لفظوں کی کاٹ سے پتھرائی وہ کسی مورتی کی طرح ساکت بیٹھی تھی اس دوران 3 بار کوئی دروازہ بجا کر جا چکا تھا۔

"مجھے ان حالات کا مقابلہ کرنا ہو گا یہی گھر میری آخری پناہ گاہ ہے"۔ وہ ایک فیصلہ کر کے کھڑی ہو گئی۔

اذلان باہر آ گیا تو وہ شاور لینے چلی گئی۔ کثرت سے رونے کی وجہ سے سر پھٹ رہا تھا کافی دیر تک وہ شاور لیتی رہی مگر باہر تو جانا ہی تھا۔ گیلے بال ٹاول میں لپیٹ کر وہ باہر آئی تو اذلان غائب تھا۔ کمرے کا دروازہ تو ہنوز بند تھا ..... ہاں ڈریسنگ کا بند تھا وہ یقیناً وہاں تھا اس نے ٹھنڈی سانس بھر کر ٹاول سے بال جھٹکے ہلکا پھلکا میک اپ کرنے لگی لپ اسٹک لگا کر آئینہ دیکھا صرف نیچرل میک اپ سے ہی وہ جگمگا اٹھی تھی۔

"مگر اس روپ کا کیا فائدہ"۔ اس کی آنکھیں چھلکنے لگیں ابھی اس کے پیچھے دوسرا عکس ابھرا وہ اس کے آنسو دیکھ چکا تھا۔ وہ پلٹ کر صوفے کی طرف جانے لگی مگر وہ راستے میں آ گیا ماہ نور نے حیرانگی سے اسے دیکھا مگر وہی پتھریلے تاثرات۔

"ایک بات کان کھول کر سن لو ہمارے آپس کے تعلقات کیسے بھی ہوں گھر کے کسی فرد کو اس کی ہوا بھی نہیں لگنی چاہیے بطور خاص امی کو تمہیں ایک مقررہ وقت پر یہاں سے جانا ہی ہے ورنہ مجبوراً مجھے فوراً ہی تمہیں طلاق دینا پڑے گی"۔

"طلاق" اس کے پتھرائے لبوں نے نامحسوس حرکت کی۔

"ہاں طلاق اس لئے بہتر ہے کہ جب تک میں نہ چاہوں "سب اچھا ہے" کا تاثر تم نے سب کو دینا ہے ورنہ آگے تم خود سمجھدار ہو"۔ وہ بے نیازی سے ڈریسنگ ٹیبل کے آگے کھڑا ہو کر بال بنانے لگا۔ وہ بے جان سی صوفے پر ڈھے گئی۔

"کیا کبھی کسی دلہن نے شادی کی صبح طلاق کی دھمکی سنی ہو گی"۔ اس کے حواس بکھرنے لگے۔

پھر دروازہ بجایا گیا اذلان گیٹ کھولنے لگا مگر کچھ یاد آنے پر پلٹا سائیڈ ٹیبل سے ایک باکس نکالا اس میں سے رنگ نکال کر اس کی طرف آیا۔ ابھی وہ کچھ بھی نہ سمجھی تھی کہ اس کا بایاں ہاتھ پکڑ کر تیسری انگلی میں رنگ پہنا دی۔

"میں دروازہ کھول رہا ہوں اپنے منہ کے زاویے درست کر لو یہ تمہاری رونمائی کا گفٹ ہے"۔ سرد مہری سے کہتا دروازہ کھول دیا۔

"اف توبہ ...... صبح سے پانچ بار دروازہ دھڑ دھڑا کر جا چکی ہوں تم نے تو حد کر دی اذلان! ماما دلہن پریوں سے پیاری ہے مگر ..." شرمین شرارت سے ہنسی اذلان ایک ٹھنڈی سانس بھر کر سائیڈ میں ہو گیا۔

"کیسی ہو ماہ نور! ماشاء اللہ کل سے زیادہ پیاری لگ رہی ہو بہت روپ آیا ہے تم پر تو ..." وہ خلوص سے تعریف کر کے اس سے گلے ملی۔ اس کا دل کٹ کر رہ گیا (کیسا روپ؟ کیسی دلہن؟)

"ارے معافی مانگ لی ..؟" شرمین شرارت سے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

پوچھنے لگی۔ اذلان نظر انداز کر کے میگزین لے کر صوفے پر بیٹھ گیا' وہ سر جھکا گئی' شرمین اس کی شرماہٹ بھی۔

"یا تمہیں دیکھ کر وہ ہوش ہی کھو بیٹھا کہ منہ دکھائی کی نوبت ہی نہیں آئی؟" وہ شوخی سے بولی۔ اس کا سارا خون سمٹ کر چہرے پر آ گیا' کچھ نہ ہوتے ہوئے بھی وہ بری طرح جھینپ گئی۔

"واؤ! ہاؤ پریٹی لک اذلان"۔ وہ بے ساختہ بولی تو اذلان کی بھی بے ساختہ نظر پڑی۔ گلال چہرہ لیے نظریں جھکائے وہ رعنائی کا پیکر' مگر یہاں تو نگاہوں میں تصویر ہی دوسری تھی۔

"بھابی! یہ—" اس سے پہلے کہ شرمین کی تفتیش اور سنگین ہوتی اس نے ہاتھ آگے کر دیا' ڈائمنڈ کی خوبصورت انگوٹھی جگمگا رہی تھی' شرمین نے دل کھول کر تعریف کی۔

"آج ناشتہ ملے گا؟" شرمین کو مستقل اس کی تعریف میں رطب اللسان دیکھ کر وہ چپ گیا۔

"بالکل ملے گا...... اماں تم لوگوں کا انتظار کر رہی ہیں' چلو"۔ وہ مسکراتی ہوئی کھڑی ہوئی اور ماہ نور کو کھڑا کیا' اذلان ان دونوں سے پہلے ہی لمبے لمبے ڈگ بھرتا چلا گیا۔

وہ دھیرے سے سلام کر کے اماں سے پیار لے کر اذلان کی برابر والی کرسی پر بیٹھی۔ اس کا کچھ کھانے کو جی نہیں چاہ رہا تھا مگر اماں اور شرمین مستقل کچھ نہ کچھ کھلاتی رہیں' شرمین اپنی ہنسی میں بھی مصروف رہی۔

"بیٹا! تھوڑا آرام کر لو پھر پارلر بھی جانا ہے' شام کو ولیمہ ہے ناں"۔ جب اس نے مزید کچھ نہ کھایا تو اماں بولیں۔ وہ جی کہہ کر کمرے میں چلی آئی۔

اذلان کے آنے کا کوئی امکان نہ تھا اس لیے وہ بیڈ پر ہی لیٹ گئی' ساری رات کی بے آرامی کے باعث تھوڑی ہی دیر میں وہ محو خواب ہو گئی۔

☆ ☆ ☆

انسان ایک کڑا سفر طے کر کے آئے اور یہ پتہ لگے کہ جسے وہ منزل سمجھ بیٹھا تھا وہ محض پڑاؤ ہی تھا۔ یہی کچھ "ماہ نور علی" کے ساتھ بھی ہوا۔ ایک پیارا سا چھوٹا سا گھر جس میں ماہ نور اپنے بابا اور اماں کے ساتھ رہتی تھی' بہت پرسکون زندگی تھی' غم اور دکھ کیا ہوتے ہیں؟ کچھ خبر ہی نہ تھی' پھر آسمان تو تب گرا جب دو سال پہلے انٹر کا آخری پیپر دے کر آئی تو گھر میں نت نئے چہرے بھرے ہوئے اور پر وحشت سماں' آگے آنے پر پتہ لگا کہ اس کے بابا جان اسے چھوڑ کر خالق حقیقی سے جا ملے ہیں۔ اماں اس کیلئے ڈھال بن گئیں مگر اپنے آپ اندر گھلتی رہیں' اس نے گریجویشن کر لیا اور اماں کمزور ہوتی گئیں۔ پھر فالج کا اٹیک ہوا تو بستر پر پڑ گئیں۔ اماں کو اس کی بہت فکر تھی کیونکہ ددھیال سارا انڈیا میں تھا' ننھیال کی طرف سے ایک خالہ اور ماموں ہی تھے وہ بھی کراچی میں' اماں نے خط بھجوایا خالہ کو۔ خالہ 3 دن بعد ہی فیصل آباد آ گئیں۔ بہن کی حالت' بھانجی کی مسکینی دیکھ کر دل تڑپ گیا۔ اماں اور خالہ میں جانے کیا بات ہوئی اگلے ہی دن خالہ کا بیٹا آ گیا اور خالہ نے اس کا نکاح کروا لیا' وہ بہت روئی مگر اماں کی حالت اور واسطوں سے مجبور ہونا پڑا' اماں بھی اس کی ذمہ داری سے بری ہو کر اس رات ایسا سوئیں پھر نہ اٹھیں۔

اس کی حالت ناگفتہ تھی' کچھ ہوش نہ تھا' 3 دن بعد خالہ اسے اپنے ساتھ کراچی لے آئیں۔ شرمین بھابی خالہ کی بڑی بہو بہت اچھے مزاج کی تھیں' اس سے چند سال ہی بڑی ہوں گی' بڑی بہنوں کی طرح اس کا خیال رکھنے لگیں' تھوڑا وہ نارمل ہوئی کہ خالہ نے گھریلو تقریب میں رخصتی کر دی اور آج ولیمے کی تقریب' بھٹکا کر اپنے حال پر دلگرفتہ وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے ہوئی تھی۔

اذلان دوستوں سے فراغت حاصل کر کے بڑی مشکل سے کمرے میں پہنچا' دروازہ کھولتے ہی نظریں اس اپسرا پر ٹک گئیں۔ مرجنڈا رنگ کا لہنگا اس پر بہت اٹھ رہا تھا' میچنگ جیولری میک اپ سے سجا چہرہ' آنکھیں موندے وہ حسین تر لگ رہی تھی۔

"یہ میری کوئی نہیں ہے۔" اذلان یکلخت ہوش میں آیا' زور سے دروازہ بند کیا وہ چونک کر سیدھی ہوگئی۔

"یہ سوانگ آج کیوں رچایا ہے جبکہ تمہاری حیثیت میں کل ہی واضح کر چکا ہوں"۔ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس کے سر پر پہنچ گیا۔

"مجھے قطعاً آپ کی نظر عنایت کا انتظار نہ تھا ہاں مگر جب تک آپ نہ آتے کوئی بھی آ سکتا تھا"۔ وہ قطعاً ڈرے جھجکے بغیر دوٹوک بولی اور بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی' اس کے اٹھتے ہی زیورات نے ساز بجایا۔

اذلان کے ڈریسنگ روم میں جانے سے پہلے ہی وہ کپڑے لے کر چلی گئی۔ وہ قدم روک کر رہ گیا' چند لمحوں بعد ہی وہ باہر تھی۔ بے بی پنک کاٹن کا سلیپنگ سوٹ اس کی گلابی رنگت میں مدغم ہو رہا تھا' زیورات غائب تھے' وہ بھنا گیا اس کا کانفیڈنس دیکھ کر۔ تیزی سے چینج کرنے چلا گیا۔ وہ آرام سے بیڈ پر لیٹ کر نرم کمبل اوڑھ چکی۔ وہ باہر آیا تو اسے بیڈ پر لیٹا دیکھ کر حیران ہوا' منہ بناتا ہوا دوسری طرف لیٹ گیا۔ ایک ہی بستر کے کنارے پر دونوں بالکل اجنبی بنے لیٹے تھے حالانکہ سب سے گہرا تعلق ان کا ہی تھا۔ رات کو کسی ہلچل سے اذلان کی آنکھ کھلی' پہلے تو سمجھ ہی نہ آیا کہ ہوا کیا ہے؟ مگر اپنے سے بالکل نزدیک ایک نازک وجود پایا جس کے اوپر اس نے ہاتھ رکھا ہوا تھا' وہ ہراساں سراپا اس کی دسترس میں تھا اور اس کے حصار سے نکلنے کی جدوجہد میں تھا' وہ یک ٹک اسے دیکھے گیا۔

ایک ہی کمبل تھا جو ماہ نور اوڑھ کر سوگئی تھی' اذلان تب تو یونہی لیٹ گیا تھا۔ رات کو کسی پہر سردی کے مارے اسی کمبل نیند میں اوڑھ لیا تھا اور نیند میں ہی ماہ نور پر اپنا ہاتھ رکھ دیا تھا جس سے ماہ نور کی آنکھ کھل گئی تھی' اپنے بالکل ساتھ اذلان کو پا کر اس کی حالت غیر ہونے لگی' اس نے بہت کوشش کی اس کی گرفت سے نکلنے کی مگر نکل نہ پائی' اسی ہلچل میں اذلان کی آنکھ کھل گئی۔ اب وہ یک ٹک ماہ نور کو دیکھے جا رہا تھا اس پر وہ اور ہراساں ہوگئی۔

"چھوڑیے مجھے"۔ وہ دبے دبے لہجے میں چیخی۔

"اگر یہ میری زندگی میں نہ آتی تو اس وقت یہ رات ایسی نہ ہوتی' حرا میرے ساتھ ہوتی میرے پاس' سارا قصور اس آفت کی پرکالہ کا ہے"۔ وہ وحشتوں میں گھر گیا۔

"ارے کیسے مرد ہیں آپ؟ کوئی ایک زبان نہیں ہے آپ کی' کل تو فرما رہے تھے کہ آپ کسی سے محبت کرتے ہیں' یہ کیسی محبت ہے کہ ایک عورت کو پاس پا کر اپنی محبت کو بھول رہے ہیں' مجھے ایسے دھوکے باز مردوں سے نفرت ہے کسی ایک سے بھی وفادار نہیں ہوتے' ایسے مرد تو نامرد ہیں جنہیں نفس پر ہی قابو نہ ہو"۔ وہ اس کی سخت ہوتی گرفت سے گھبرا کر شدید غصے میں آ گئی اور بے تکان بولے گئی۔

"او یو شٹ اپ"۔ وہ غصے سے دھاڑا' اس کے الفاظ تازیانہ بن کر لگے تھے۔

"کبھی کسی مرد سے واسطہ پڑا ہے جو مرد نامرد کے طعنے دے رہی ہو؟" وہ غرا کر بولا' پھر وحشت زدہ انداز میں اس کے بال کھینچے' وہ درد کے مارے چیخ پڑی۔

"چپ بالکل خاموش ایک آواز نہ نکلے تمہاری"۔ اس کے انداز میں دیوانگی در آئی تھی۔

"یہ طعنہ تو تمہیں سہنا پڑے گا ماہ نور بیگم! ورنہ ارادہ تو تمہیں ان چھوا رکھنے کا ہی تھا"۔ اس کی کمر میں بازو حمائل کر کے اسے اپنے بالکل قریب کر لیا۔

"پ..... پلیز!" وہ کپکپاتے ہونٹوں سے بمشکل بول پائی، بہت زور لگایا اس کی گرفت سے نکلنے کیلئے۔

"کوئی پلیز نہیں اب مجھ سے۔" وہ اپنے حواس کھو چکا تھا۔ وہ بہت تڑپی، مگر اس کی سسکیاں، اس کے آنسو اُسے سکون دے رہے تھے، بالآخر اس کی مزاحمت دم توڑ گئی۔

☆.....☆.....☆

اذلان کی آنکھ صبح موبائل کی بیل سے کھلی۔ موبائل اٹھایا "حبا کالنگ" اسکرین پر چمک رہا تھا، اس نے نظریں دوڑائیں، ماہ نور کمرے میں نہ تھی۔

"ہیلو! گڈ مارننگ"۔ اس کی کھنکتی آواز اس کی ساری تھکن اتار گئی۔

"تو یو ڈیئر! اباؤٹ یو؟" وہ گمبیر لہجے میں بولا۔

"وفا ثابت کرنے کیلئے کیا کرنا پڑے گا؟" وہ مسکرا دیا۔

"بنفس نفیس آنا پڑے گا، یہ بتاؤ دو دن سے موبائل کیوں آف تھا؟ کتنا پریشان ہو گئی تھی میں"۔ وہ اس کے شکوے پر لب بھینچ گیا۔

"تم کہو تو ہم آج ہی پہنچ جائیں گے..... او کے ...ئے زندگی"۔ وہ موبائل بیڈ پر اچھال کر فریش ہونے ...ل دیا۔ وہ باہر آیا تو ناشتے کی ٹیبل پر بھابی، ماہ نور بیٹھی ...یں بھابی اسے زبردستی ناشتہ کروا رہی تھیں اور وہ نخرے ...ر رہی تھی۔ وہ کرسی گھسیٹ کر اس کے مقابل بیٹھ گیا، ...دیدہ نگاہوں سے اسے دیکھا، اس کے ہاتھ کانپنے ...گے تھے۔

"بھابی! ناشتہ"۔ اس کی حالت دیکھ کر جیسے سکون ...ملا تھا۔

وہ گئی تو اب یہ دونوں اکیلے رہ گئے، ماہ نور کے حلق ...ے نوالے اترنا مشکل ہو گئے تھے۔ وہ آرام سے اس کا ...زہ لے رہا تھا۔ سر سے دوپٹہ اس طرح اوڑھے ...ئے تھی کہ گردن بالکل چھپ گئی تھی، گرین کلر کے کام ...ے سوٹ میں وہ ڈری سہمی سی بہت اچھی لگ رہی تھی۔ اس کے اس طرح دیکھنے سے وہ پریشان ہو گئی، وہ دو گھونٹ میں چائے ختم کر کے اٹھ کھڑی ہوئی۔ ابھی وہ قدم ہی چلی ہوگی کہ کلائی اس کی گرفت میں آ گئی، وہ پوری جان سے کانپ کر رہ گئی۔

"کہاں جا رہی ہو؟" وہ اس کے مقابل کھڑا ہو گیا۔

"کک..... کمرے میں"۔ وہ اتنی دھیمی آواز میں بولی کہ اذلان بمشکل سن سکا۔

"میری وارڈروب میں ایک بیگ رکھا ہے اس میں میرے 3 سوٹ رکھ دو جو پیک وہی رکھے ہیں اور کوئی دو شلوار قمیض"۔ وہ اس کی کلائی چھوڑ کر بولا۔ وہ استفہامیہ انداز میں اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"میں اسلام آباد جا رہا ہوں ڈیوٹی جوائن کرنے، شادی کا کھیل دو دن کافی تھا بس"۔ وہ استہزائیہ انداز میں مسکرا کر بولا، اس کی آنکھیں بھیگنے لگیں مگر خود کو سنبھالا۔

"جاؤ جلدی کرو"۔ وہ حتمی انداز میں بول کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ وہ مرے مرے قدموں سے کمرے میں آ گئی۔

"تو میں یہ بازی کھیلنے سے پہلے ہی ہار گئی، سب کچھ لٹا کر بھی کچھ فائدہ نہیں"۔ دل بھر بھر آ رہا تھا۔ وہ بیڈ پر گر کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

اذلان ناشتہ کر کے امی سے اجازت لے کر کمرے میں بیگ لینے آیا تو وہ ہنوز بیڈ پر گری رونے میں مصروف تھی۔

"کس نے ظلم کے پہاڑ توڑ ڈالے ہیں آپ پر"۔ وہ اس کے برابر بیٹھ کر اسے سیدھا کر کے بولا۔

"ہاتھ مت لگائیں مجھے"۔ وہ اچھل کر دور ہٹی۔ اسی میں دوپٹہ بیڈ پر گر پڑا، اس کی مرمریں گردن پر لال لال نشان اس کی گزشتہ شب کی وحشتوں کو واضح کر رہے تھے۔

"ایکسکیوزمی! مجھے آپ کو ہاتھ لگانے کا کوئی شوق نہیں، کل جو بھی ہوا سب تمہاری بکواس کا ردعمل

تھا۔ دوسرا یہ کہ میری مرضی ہاتھ لگاؤں یا نہیں' تم مجھے نہیں روک سکتیں''۔ وہ چیلنجنگ انداز میں بول کر اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچ چکا تھا' وہ اس کے سینے سے آ لگی۔

''جب مجھے بسانا ہی نہیں تو یہ سب کیوں کیا؟'' وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

''کہا تو ہے تمہاری باتوں کی وجہ سے دماغ گھوم گیا' کل کی رات تمہیں ہمیشہ یاد دلائے گی کہ کسی مرد کو نامردی کا طعنہ دینے سے کیا حشر ہوتا ہے''۔ اس پر اس کے بہتے آنسوؤں کا کوئی اثر نہ ہوا۔

وہ دو پٹہ سے بے نیاز اس کی دسترس میں تھی' کل کی رات ان کے درمیان حجابات مٹا چکی تھی تو نظر کیسے نہ بہکتی' وہ اس کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر اس پر جھک گیا۔ رشتہ کو تسلیم نہ کرنے پر استحقاق قابل دید تھا۔ وہ مچل کر رہ گئی مگر مقابل پر کوئی اثر نہ ہوا۔

''چلتا ہوں''۔ وہ تیز تیز قدموں سے چلتا باہر اور پھر گھر سے چلا گیا' وہ بے سدھ پڑی روتی رہی۔

نکاح کے دو بول اس کے دل کو اُس کے ساتھ باندھ گئے تھے اب نا چاہتے ہوئے بھی وہ اس کے رگ و پے میں اتر گیا تھا۔

☆

وہ اسلام آباد پہنچ کر سیدھا حبا کے گھر پہنچا۔ اندر سامنا اس کی ممی سے ہوا جو کہیں جانے کیلئے پوری طرح تیار تھیں۔

''ارے اذلان ڈیئر! تم حبا کے روم میں چلے جاؤ وہ ابھی تک سو رہی ہے''۔ وہ اسے بائے بائے کر کے چلی گئیں۔

اذلان پہلے بھی بہت بار اس کے روم میں جا چکا تھا۔ دھیرے سے دروازہ کھولا' کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا' کھڑکیوں پر ایز پردے پڑے ہوئے تھے' اس نے لائٹ آن کی' سر سے پیر تک وہ کمبل میں پیک سو رہی تھی۔ وہ حبا کو اپنے پہنچنے کی ٹائمنگ بھی بتا چکا تھا پھر بھی وہ سو رہی تھی' اسے غصہ آیا' ایک جھٹکے سے کمبل ہٹا دیا' سلیولیس بلیک نائٹی میں گورے سڈول بازو الگ ہی بہار دکھا رہے تھے' ڈیپ گلے کی نیٹ کی نائٹی اگرچہ اس کی خوبصورتی کو اجاگر کر رہی تھی مگر کافی بے باک تاثر پیدا کر رہی تھی۔ اذلان کی نگاہوں میں ماہ نور کا ڈھکا چھپا سراپا گھوم گیا' سر جھٹک کر اس کی طرف متوجہ ہوا۔

''حبا...... حبا! اٹھو بھئی''۔ وہ دھیرے دھیرے اس کا کاندھا ہلا کر اٹھانے لگا۔

''اذلان!'' بڑی مشکل سے اس نے آنکھیں کھولیں مگر اسے دیکھتے ہی چیخ مار کر اس کے گلے میں جھول گئی۔

''کہاں رہ گئے تھے تم! کراچی جا کر تو مجھے بالکل ہی بھول جاتے ہو''۔ وہ ابھی بھی اس کے گلے میں بازو حمائل کیے شکوے کر رہی تھی۔

''تمہیں کون بھول سکتا ہے؟'' وہ دھیرے سے اسے اپنے سے الگ کر کے مسکرا کر بولا۔

''فریش ہو کر نیچے آ جاؤ میں ویٹ کر رہا ہوں''۔ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا نیچے چلا گیا۔

نیچے خانساماں نے فوراً ہی اسے چائے پیش کر دی' وہ ساتھ ساتھ ٹی وی دیکھنے لگا۔

''بابا میرا بریک فاسٹ بھی لاؤنج میں لا دیں''۔ وہ ٹی وی دیکھ رہا تھا کہ حبا کی آواز پر اس کی طرف متوجہ ہوا۔

ریڈ گھٹنوں سے نیچے تک کیپری اور اسکن ٹائٹ بلیک سلیولیس شرٹ پہنی ہوئی تھی۔

''تمہارے پاس کوئی کپڑے نہیں ہیں؟'' وہ بے اختیار بول گیا۔

''واٹ؟'' وہ یکدم ہکا بکا رہ گئی۔

''تم کراچی گئے تھے یا پنچوں کی ملیاں...... تم اتنے بیک ورڈ کب سے ہو گئے اذلان؟'' وہ طنزیہ لہجے میں بولی۔

''میں ریٹ ورڈ نہیں ہو گیا ... مگر تم بہت زیادہ فارورڈ ہو گئی ہو تیز چھوڑو''۔ وہ بات بدل گیا۔ بہت مشکلوں سے حبا کا موڈ ٹھیک ہوا۔ مگر اس کی نگاہوں میں ایک اور ڈرا سہما سراپا بار بار آ رہا تھا جو اس کی بیوی ہونے کے باوجود اپنے آپ کو اس سے چھپاتی تھی اور یہ جو حبا تھی اسے کچھ جھجک ہی نہیں تھی۔

☆ ☆ ☆

ڈیوٹی جوائن کرنے کے بعد بہت کم وقت ملتا' اس میں حبا خود ہی آ جاتی اور تھوڑی بہت آؤٹنگ کر لیتا تھا مگر پتہ نہیں کیوں یہ حبا کیلئے وہ جذبات اب محسوس نہیں کر رہا تھا' کئی دفعہ حبا کو ناراض کر چکا تھا مگر پھر فوراً منا لیتا تھا۔

اسے پندرہ دن کیلئے لاہور بھیجا جا رہا تھا وہ حبا کو بتا کر چلا گیا۔

اتفاقاً کام 10 دن میں ہی ختم ہو گیا تو وہ لوٹ آیا مگر 5 دن کی چھٹیاں باقی تھیں تو اس نے سوچا کہ حبا کے ساتھ کہیں آؤٹنگ کا پروگرام رکھ لے' وہ حبا کے گھر پہنچا۔ حسب عادت گھر نوکروں ہی کے حوالے تھا۔

''حبا بی بی اپنے فرینڈز کے ساتھ روم میں ہیں''۔ نوکر نے ہی اطلاع دی۔ اس نے تھوڑا سا گیٹ کھولا' کان پھاڑنے والا تیز میوزک لگا ہوا تھا' اندر کے منظر پر نظر پڑتے ہی اس کا خون کھول اٹھا۔

حبا نے انتہائی مختصر ... باڈز اور شارٹ اسکرٹ پہنی ہوئی تھی' دو لڑکے ایک لڑکی انتہائی قابل اعتراض ڈانس کر رہے تھے۔ اذلان کی نظر ٹیبل پر پڑی تو 4 گلاس اور ایک وائن کی بوتل رکھی تھی' وہ الٹے قدموں واپس پلٹ گیا۔ بڑی ریش ڈرائیونگ کر کے گھر پہنچا اور بیڈ پر ڈھے سا گیا۔

''کیا یہ تھی تمہاری پسند جس کیلئے تم میں اور کسی مرد میں کوئی فرق نہیں' جسے صرف پارٹنر چاہیے' اس لڑکی کیلئے اپنی بیوی کو ٹھکرا کر آئے تھے''۔ اس کا ضمیر اسے لعنت ملامت کرنے لگا۔

''مگر وقت تو ابھی گزرا نہیں ... میں چاہوں تو ابھی بھی وقت کی باگیں اپنے ہاتھ میں سمیٹ سکتا ہوں''۔ وہ واپسی کا مصمم ارادہ کر کے اپنے ٹرانسفر کیلئے درخواست لکھنے لگا۔

☆ ☆ ☆

اس کے بیل بجانے پر دروازہ شرمین نے کھولا۔

''اوہ ... یاد آ گئی گھر کی''۔ شرمین نے چھوٹتے ہی پہلا حملہ کیا' وہ سر کھجا کر رہ گیا۔

''یا کوئی خبر کھینچ لائی ہے''۔ اب کے وہ شرارت سے مسکرائی۔

''خبر؟ کیسی خبر ... ؟'' وہ حیرانگی سے بولا۔

''کیوں ماہ نور نے تمہیں فون کر کے نہیں بتایا' ہم سے کہا تھا تمہیں فون کر دیا ہے''۔ وہ حیرت کے سمندر میں غوطہ زن ہو گیا کون سی خبر' کیسا فون؟

''ارے اذلان بیٹا!'' اماں کسی کام سے باہر آئیں تو یکدم اس پر نظر پڑ گئی۔

''کہاں رہ گئے تھے بیٹا! شادی کے اگلے دن جو بھاگے اب ڈیڑھ ماہ بعد گھر لوٹ رہے ہو' دلہن کو کس کے آسرے پر چھوڑ گئے تھے؟'' اماں نے فوراً شکووں کی برسات کر دی۔

''ارے اماں! آپ کیلئے آپ کی بہو کیلئے اب مستقل آ گیا ہوں ... میرا ٹرانسفر ہو گیا ہے کراچی''۔ وہ مسکرا کر بولا۔ ساتھ ہی نظریں کسی کی تلاش میں دوڑیں۔

''اوہو! اماں کا تو نام ہے ورنہ لوٹنے تو کسی کیلئے ہو''۔ شرمین بھائی چھیڑنے سے باز نہ آئیں۔

''کیسے خوشی کے موقع پر لوٹا ہے اذلان! بڑی بہو خوب کا انتظام کر دو' دو خوشیاں ہمیں ایک ساتھ مل گئیں''۔ وہ پیار سے اذلان کا ماتھا چوم کر بولیں۔

''دو خوشیاں ... ؟'' وہ پھر ٹھٹکا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

''ارے تجھے نہیں پتہ؟ تو باپ بننے والا ہے''۔ وہ ویسے ہی مسکرا کر بولیں۔

''ہیں......'' وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے لگا' پھر شرمین بھابی کو مسکراتا دیکھ کر جھینپ گیا۔

''اماں! میں ذرا نہا لوں' سفر کی بہت تھکن ہو رہی ہے''۔ وہ تیزی سے کمرے میں آیا۔

وہ کمرے میں کہیں نظر نہ آئی اچانک باتھ روم کا دروازہ کھول کر وہ باہر نکلی۔

''آپ؟'' وہ شاور لے کر نکلی تھی' نیوی بلیو کاٹن کا سوٹ گیلا ہو کر بالکل جسم سے چپکا ہوا تھا۔ اس کی نظروں کی گرماہٹ سے وہ ایکدم ہوش میں آئی' اپنے دوپٹے کے غائب ہونے کا احساس ہوا' دوپٹے کی تلاش میں نظریں دوڑائیں' وہ اذلان کے پیچھے استری اسٹینڈ پر رکھا تھا۔ وہ تیزی سے اُدھر بڑھی مگر راستے میں ہی اذلان نے کلائی پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا۔ ٹھنڈا ملائم گلابوں کی طرح وجود اس کے سینے سے آ لگا' اسے سکون سا ملا' شدت سے اپنے اندر بھینچ لیا' وہ بری طرح مچل اٹھی' تیزی سے اس کی گرفت سے نکلی۔

''بس! اب ایک بار بھی آپ مجھے نہیں چھوئیں گے' آپ نے مجھے کیا کھلونا سمجھ رکھا ہے؟'' وہ ایکدم زور سے چیخی' آنکھوں میں یکدم ہی آنسو بھر آئے۔

وہ دھیرے دھیرے اس کی طرف بڑھنے لگا' وہ قدم بقدم پیچھے ہٹتی گئی مگر دیوار کے آ جانے کی وجہ سے پیچھے ہٹنا ممکن نہ رہا' وہ اس کے دونوں طرف دیوار پر ہاتھ لگا کر اسے محصور کر گیا۔

دھیرے سے اس کی پیشانی پر لب رکھ دیے۔ وہ کوئی جائے فرار نہ پا کر اس کے سینے میں منہ چھپا کر سسک پڑی۔

''آئی ایم سوری! آئی رئیلی سوری! میں اپنے پچھلے ہر رویے' ہر بدسلوکی پر نادم ہوں' مجھے احساس ہو گیا ہے کہ والدین کی پسند ہماری پسند سے ہر لحاظ سے اچھی ہوتی ہے' میں تمہیں قبول تو پہلے ہی کر چکا تھا' ہاں مگر بیوی ہونے کا پورا مان دیا' اب تم مجھے کبھی بھی میرے وعدے سے ہٹانا۔ پاؤں کی معاف کر دو ایک بار پلیز......!'' وہ اس سے تھوڑا سا دور ہو کر اس کے آگے ہاتھ باندھ گیا۔ وہ تڑپ کر آگے آئی اور اس کے ہاتھ الگ کر کے ان پر سر ٹکا کر رو دی۔

''کیوں مجھے گناہگار کرتے ہیں' آپ لوٹ آئے اس سے بڑھ کر میرے لیے کیا ہو سکتا ہے؟''

اس نے بازو پھیلائے وہ بھاگ کر اس کے سینے میں سما گئی۔

''شرمین بھابی کسی خبر کا ذکر کر رہی تھیں!'' وہ دھیرے دھیرے اس کی نرماہٹ اپنے اندر جذب کر رہا تھا۔

''کک...... کون سی خبر؟'' اس کا چہرہ ایکدم گلال ہوا تھا' نظریں سجدہ ریز ہو گئیں' وہ ہنس پڑا۔

''سنا ہے اماں کو دادی بولنے والا کوئی آ رہا ہے یا آ رہی ہے''۔ وہ دھیرے سے اس کی آنکھیں چوم کر بولا۔

''پلیز!'' وہ دونوں ہاتھوں میں منہ چھپا گئی۔ وہ اس کی حیا پر سرشار سا ہو گیا' یہی شرم و حیا تو اس کی چاہ تھی۔

کچھ تو کہو...... کیا ہے محبت؟
کچھ تو کہو...... تمہیں بھی ہے کیا چاہت؟
میں تیری نظروں کی گہرائی میں ڈوب جاؤں
تجھے اتنا چاہوں کہ بس تو ہی تو ہو جاؤں......!

وہ دھیرے دھیرے اپنے پیار کا امرت اس کے کانوں میں ٹپکا رہا تھا' وہ اس کے دست و نظر کی شرارتوں سے کہیں فرار نہ پا کر اسی کے سینے میں منہ چھپا گئی۔

☆